مذہب کی ضرورت عصرِ حاضر میں

تقریر

محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

برموقع: جلسہ سالانہ قادیان دسمبر ۱۹۷۶ء

الناشر

297-86
ش ری م

نظارت دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان پنجاب بھارت

طبع اول

تعداد اشاعت ۳۰۰۰

حضرات! مجھے اس وقت "مذہب کی ضرورت عصر حاضر میں" کے موضوع پر کچھ عرض کرنا ہے انسان کے مقصدِ حیات تک پہنچنے کے راستہ کو مذہب کہتے ہیں۔ مذہب ایک طرف تعلق باللہ، تو دوسری طرف حقوق العباد کی ادائیگی اور تیسری طرف طہارت و پاکیزگی نفسِ انسانی کا ذریعہ ہے اور اس کا مرکزی نقطہ خدا تعالےٰ کی ذات ہے اس لئے مذہب کی ضرورت صرف عصر حاضر سے ہی متعلق نہیں بلکہ اس کی ضرورت ازل سے تھی اور ابد تک رہے گی۔

عصر حاضر میں مذہب کی ضرورت

چونکہ عصر حاضر میں دنیا علم و سائنس۔ فلسفہ و حکمت اور ٹیکنا لوجی کی ترقی میں سرشار ہو کر خدا تعالےٰ کو بھول کر اپنے مقصدِ حقیقی سے دور جا رہی ہے۔ اور اخلاقی اقدار کو فراموش کر کے دلوں کے سکون، نیکی اور امن کو بھی برباد کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ایٹم بم یا ہیڈروجن بم۔ نائٹروجن بم اور نائٹرون بم ایک سے بڑھ کر ایک تباہی کے آلات سائنس کی ہی پیداوار ہیں اور بعض لوگ مذہب کو افیون قرار دے کر بے راہ روی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور بعض مذہب

کو علمی اور سائنسی ترقی میں روک سمجھ رہے ہیں۔ اور بعض لوگوں کا
یہ نظریہ ہے کہ انسان بغیر کسی الہامی شریعت کی امداد و راہنمائی
کے ایک بامقصد اور بامراد زندگی بسر کر سکتا ہے۔ یہ لوگ نہ صرف
مذہب کا مذاق اڑاتے ہیں۔ بلکہ دنیا سے مذہب کو مٹانے کا منصوبہ
رکھتے ہیں اس لئے ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ موجودہ زمانہ میں
مذہب کی ضرورت، اس کی غرض و غایت اور اس کے روحانی
و اخلاقی فوائد کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے اور مذہب کے بارہ
میں معترضوں اور لامذہب لوگوں اور دہریوں کی پیدا کردہ غلط فہمیوں
کا بھی ازالہ کیا جائے اور بتایا جائے کہ مذہب ایک مثبت حقیقت
ہے۔ جس کی تعلیمات جسموں اور روحوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اور
جس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر انسان دینی و دنیوی علوم حاصل
کر سکتا ہے اور ہر فن اور ہر میدان میں ترقی کر سکتا ہے۔ مذہب
علم و سائنس کی ترقی کی راہ میں روک نہیں بلکہ علوم و فنون کی
ترقی میں ممد و معاون ہے۔ مذہب اگر ایک طرف محبتِ الٰہی
کو پیدا کر کے دلوں کو سکون و اطمینان بخشتا ہے تو دوسری طرف
انسان میں اخلاقِ فاضلہ پیدا کر کے اخوتِ عامہ کو قائم کرتا
اور دنیا میں شانتی و امن کو فروغ دیتا ہے۔

مذہب اور روس

روس میں جنگِ عظیم اوّل کے بعد جو سیاسی انقلاب
برپا ہوا۔ اور زار کی مطلق العنان حکومت ختم ہو کر کمیونسٹ حکومت
قائم ہوئی تو اس حکومت کی سرپرستی میں کارل مارکس (جو
کمیونزم کا بانی کہلاتا ہے) کے نظریات کو لے کر مذہب کے خلاف
ایک شدید طوفان اٹھا اور مذہب کو دنیا سے مٹانے کے لئے ایک
زبردست مہم جاری کی گئی اور مذہب کے خلاف ایک زبردست
پراپیگنڈہ کیا گیا اور کیا جا رہا ہے مگر ہم احمدی بفضلہ تعالیٰ اس
پراپیگنڈہ سے قطعاً مرعوب و متأثر نہیں کیونکہ

(الف) روس میں ۱۹۱۸ء میں جو سیاسی انقلاب آیا اس کے
متعلق بھی ایک مذہبی انسان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے
خدا تعالیٰ سے علم پا کر ۱۹۰۵ء میں ہی یہ اعلان فرما دیا تھا کہ

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق روس کے مطلق العنان عیسائی
بادشاہ زار کا زوال ہوا اور اس کا اقتدار ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا
پس روس کا موجودہ انقلاب تو خود خدا تعالیٰ کی زندہ ہستی کے
موجود ہونے کا ایک ثبوت ہے اور مذہب کی حقانیت پر ایک
زبردست دلیل۔

(ب) پھر اسی علیم و خبیر خدا نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو
بشارت دی ہوئی ہے کہ :-

(i) "میں نے دیکھا کہ زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آگیا ہے وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے۔"

(تذکرہ صفحہ ۷۴۶ ایڈیشن دوم)

(ii) حضور علیہ السلام اپنی ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"میں اپنی جماعت کو رشیاہ کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں۔"

(تذکرہ صفحہ ۸۱۳ ایڈیشن دوم روایت شیخ عبدالکریم صاحب جلد ساز)

ان بشارات سے معلوم ہوتا ہے کہ روس میں الحاد و دہریت کا موجود دور عارضی ہے۔ انشاءاللہ۔ عنقریب وہاں ایک نیا روحانی انقلاب آئے گا جو اسلام و احمدیت کی ترقی و اشاعت کا باعث ہوگا اور ہم احمدی پُراُمید اور پُریقین ہیں کہ یہ خوش آئند وقت ضرور آئے گا۔ انشاءاللہ

(ج) اسی سلسلہ میں ہمارے سامنے جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ تاریخی خطاب ہے جو حضور نے ۲۸ر جولائی ۱۹۶۷ء کو لنڈن کے وانڈز ورتھ ہال میں فرمایا:- حضور فرماتے ہیں :-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کن

ہوگی دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصر عظیم زمین پر آرہے گا۔ دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہو جائیں گے۔ ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی ان کی تہذیب و ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ بچ رہنے والے حیرت اور استعجاب سے دم بخود اور ششدر رہ جائیں گے روس کے باشندے نسبتاً جلد اس تباہی سے نجات پائیں گے اور بڑی وضاحت سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی پھر جلد ہی بڑھ جائے گی اور اپنے خالق کی طرف رجوع کریں گے اور ان میں کثرت سے اسلام پھیلے گا اور وہ قوم جو زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اس کا وجود مٹانے کے لئے شیخیاں بھگار رہی ہے وہ قوم اپنی گمراہی کو جان لے گی اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید پر پختگی سے قائم ہو جائیگی۔ شاید آپ اسے ایک افسانہ

سمجھیں۔ مگر وہ جو اس تیسری عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے اور زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں۔ اور اس قادر و توانا کی باتیں ہمیشہ پوری ہی ہوتی ہیں۔ کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی پس تیسری عالمگیر تباہی کی انتہا اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہوگی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا۔ اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام کو قبول کریں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد رسول اللہ صلعم کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے"۔

(امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ صفحہ ۹-۱۰)

پس حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالے کا یہ خطاب جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پیشگوئیوں کی طرف اشارہ کر رہا ہے ہم احمدیوں کے لئے مشعلِ راہ ہے کہ ہم عزم و ہمت کے ساتھ اور پورے یقین و وثوق سے اپنی مذہبی اور تبلیغی سرگرمیوں کو جاری رکھیں کہ مذہب اسلام کا مستقبل درخشندہ ہے اور بالآخر دنیا کا رجوع مذہب اور زندہ مذہب اسلام ہی کی طرف ہوگا اور موجودہ لادینی پراپیگنڈہ نہ ہمارے عزم کو کمزور کر سکتا ہے اور

نہ ہی ہمارے استقلال میں کوئی لغزش کیونکہ کامیابی و فتح خدا تعالے نے ہمارے لئے مقدر فرمائی ہوئی ہے۔

روس میں لامذہبیت اور اس کا ردِ عمل

کمیونسٹ روس نے جب سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کرتے ہوئے اپنا پہلا راکٹ (Space) میں داغا تو ماسکو ریڈیو سے تمسخرانہ اعلان کیا گیا۔

"Moscow Radio last night challenged God to work a miracle "what sort of a God is he" Is He can not even prove. His existence? If Almightly God really does exist, why does He not work at least one real miracle so that no one could have any doubt about his reality." (Dawn Karachi 16.7.1959)

کہ کل رات ماسکو ریڈیو سے خدا کو چیلنج دیا گیا کہ وہ کوئی معجزہ دکھائے کہ وہ کس قسم کا خدا ہے۔ کیا وہ اپنی ہستی کو بھی ثابت نہیں کر سکتا۔ اگر واقعی خدا موجود ہے تو وہ کم از کم ایک حقیقی نشان کیوں نہیں دکھاتا۔ تاکہ اس کی حقانیت کے بارہ میں کوئی شُبہ نہ کر سکے۔

(اخبار ڈان کراچی ۱۶ جولائی ۱۹۵۹ء)

اس کے بعد مسٹر گاگرین جو روس کا پہلا Space man تھا جس نے اس راکٹ میں (Space) فضا کا چکر لگایا تھا انڈونیشیا کا دورہ کرتے ہوئے ایک پریس کانفرنس میں تمسخرانہ انداز میں کہا کہ میں نے فضا میں کئی چکر لگائے مگر مجھے تو کوئی خدا نظر نہیں آیا تب ایک نامہ نگار نے برجستہ کہا کہ

"مسٹر گاگرین آپ تو اپنے راکٹ کے کیبن میں بند تھے۔ آپ کو کیسے خدا نظر آتا ذرا کیبن سے باہر جا کر Space میں قدم رکھتے تو خدا نظر آجاتا"۔

خدا تعالیٰ کی ہستی کا مذاق اڑانے والا گاگرین بالآخر ہوائی حادثہ کا شکار ہو گیا، ہلاک ہو گیا۔ ممکن ہے کہ اس وقت اس کو خدا نظر بھی آگیا ہو!... مگر یہی روس جس کے اندر زاروں کی مطلق العنان حکومت کا استبدادی دور تھا اور جس کا سرکاری مذہب عیسائیت تھا عوام پر سرمایہ داروں اور پادریوں اور مذہبی اجارہ داروں کا ایسا تسلّط تھا۔ جس کی وجہ سے عوام کی اقتصادی حالت نہایت ہی

کمزور و خستہ تھی۔ جو انقلابِ روس کا باعث بنی اور اس انقلاب کے نتیجہ میں کمیونزم نے وہاں اپنے قدم مضبوطی سے جمائے اور الحاد و دہریت کا دور شروع ہوا۔ پروان چڑھا۔ مگر اب اسی روس میں "مذہب اور اس کی ضرورت" کے بارہ میں ریسرچ ہو رہی ہے۔ ایک روسی مصنّف نے

"Psychic Discoveries be-hind the iron curtain."

"سائیکک ڈسکوریز بی ہائینڈ دی آئرن کرٹن" لکھی ہے۔ جس میں مذہب کی ضرورت۔ الہامات اور پیشگوئیوں کی حقیقت کے بارہ میں اس ریسرچ کو درج کیا ہے نیز لکھا ہے کہ جسم میں ایک روح ہے۔ پھر انسانی جسم کے ساتھ ایک روحانی جسم بھی ہے جس کو "Halo" کہتے ہیں جس طرح سورج اور چاند کے گرد ہالہ (روشنی کا گول چکر) ہوتا ہے اسی طرح ہر انسان کے ساتھ ساتھ اس کا ایک نورانی جسم بھی ہے۔ جسے Halo کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ

چنانچہ روس کے زیرِ اقتدار بعض ممالک میں مذہب کے حق میں ایک رَو پیدا ہو رہی ہے اور نوجوانوں میں مذہب کے بارہ میں تجسس اور رجحان بڑھتا چلا جا رہا ہے ۱۹۷۳ء میں جب ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے یورپ کا دورہ کیا اور آپ سوئٹزرلینڈ بھی تشریف لے گئے تو مختلف ممالک اور

قوموں کے نوجوانوں نے آپ کی ذات میں بہت دلچسپی لی کسی پریس رپورٹر نے دریافت کیا کہ زیادہ تر نوجوانوں کا طبقہ آپکے ارد گرد ہے ایسا کیوں ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نئی نسل مذہب کی طرف آرہی ہے۔ اور وہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہے۔ چونکہ میں مذہب اور اسلام کا ایک symbol نشان ہوں اس لئے نوجوان میری طرف زیادہ راغب ہیں نعم ما قال المسیح الموعودؑ

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

دنیا کے ممالک میں مذہبی رجحان

اگر ہم دنیا کے مختلف ممالک پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے لوگ اس مشینی دور اور مادیت کی پیداوار لادینیت اور الحاد سے اور اس کے خطرناک نتائج وعواقب سے تنگ آکر قلبی سکون کے حصول کے لئے پھر سے مذہب کی طرف رجوع کر رہے ہیں چنانچہ

(۱) امریکہ اور یورپ کے بعض نوجوان تو روحانی سکون کی تلاش میں اپنے وطنوں کو چھوڑ کر دوسرے مقامات کا سفر کر رہے ہیں کہیں یوگا کا سبق لے رہے ہیں اور کہیں ہرے راما اور ہرے کرشنا کا ورد کر رہے ہیں اور کہیں تصوف کے درس کو اپنا رہے ہیں۔ البتہ بعض

ان میں سے غلط طریق اختیار کرکے ہپی ازم کا شکار ہوتے اور نشہ آور گولیاں استعمال کرکے بھنگ اور چرس پی کر

دم مارو دم —— مٹ جائے غم

کا نعرہ لگا کر اسی نشہ کی ترنگ میں سمجھتے ہیں کہ ہم کو اس طرح ذہنی سکون حاصل ہو گیا مگر حقیقت یہ ہے کہ مذہبی اور اخلاقی اقدار کو فراموش کرکے اور منشیات کے عادی بن کر یہ نوجوان ذہنی سکون حاصل کرنے کی بجائے مزید ذہنی بے اطمینانی اور انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں۔

(۲) یورپ و امریکہ میں نوجوانوں کے POP SHOWS ہوتے ہیں اس میں مذہب اور مذہبی شخصیتوں سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے —— Jesus christ a super star اور یہ فطرت کی آواز ہے۔ چنانچہ حال ہی میں اخبار نشیمن بنگلور اپنی ۲ار دسمبر ۱۹۷۲ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔

"آپ اس بات پر مشکل ہی سے یقین کریں گے کہ امریکہ اور برطانیہ میں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لمبے لمبے جلوس یہ نعرے لگاتے ہوئے نکل رہے ہیں کہ جب تک تم اللہ کو مختارِ کل مان کر انجیل کی ہدایات پر عمل نہیں کرتے اس وقت تک تمہیں امن اور سکون نصیب نہیں ہوگا نوجوان جلسوں میں بھی

علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ مادیت سے انسان کو اطمینانِ قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ روحانیت ہی سے انسان ذہنی طور پر اطمینان حاصل کر سکتا ہے دانشوروں کا کہنا ہے کہ مغربی ممالک میں روحانیت کی تحریکیں بڑے زور شور سے اسی لئے چل رہی ہیں کیونکہ وہاں کے باشندے مشینی زندگی سے تنگ آ گئے ہیں"۔

(۳) امریکہ کے کالے لوگوں میں عالیجاہ محمد کی تحریک پروان چڑھ رہی ہے۔ ان کے اتحاد کا ذریعہ بھی مذہب ہی ہے اب خوبصورتی کا تصور بھی ان کے ہاں بدل گیا ہے ان کے نزدیک ہر کالی چیز خوبصورت ہے جیسے کالی چمڑی کالی عورت اور Black Prophet اب ان لوگوں کو ہر Black چیز پسند ہے۔

امریکہ کے سفید فام لوگوں میں بھی اخلاقی اور روحانی اقدار کے قیام کی طرف توجہ بڑھ گئی ہے صدر نکسن کے عہدِ صدارت میں واٹر گیٹ اسکینڈل کے بعد اس سے متاثر ہو کر امریکہ کے موجودہ منتخبہ صدر جمی کارٹر نے یہ قسم کھائی تھی کہ ہمارے لئے صرف مادی ترقی ہی کافی نہیں اگر ان کو صدر منتخب کیا گیا تو وہ اخلاقی و روحانی اقدار کو بھی امریکہ میں قائم کریں گے اور Back to spiritualism—Back to religion کا نعرہ لگایا۔ بالآخر وہ اپنی مہم میں کامیاب ہوئے اور امریکہ کے صدر منتخب ہو گئے اور ۲۰ جنوری ۱۹۷۷ء سے باقاعدہ صدارت کا چارج

(۴) برّاعظم افریقہ کے جو جو ملک غیر ملکوں کے قبضہ و اقتدار سے آزاد ہو رہے ہیں۔ اب ان آزاد ممالک میں ہر قسم کے اخلاقی اور سیاسی دباؤ کے بعد آزادی کی ایک لہر دوڑی ہے اس کے ساتھ ساتھ ان میں مذہبی رجحان بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ اس برّاعظم میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ جو تبلیغِ اسلام ہو رہی ہے اور جس سُرعت کے ساتھ شرک اور لامذہب اسلام میں داخل ہو رہے ہیں یہ اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ ان لوگوں کو ذہنی سکون اور قلبی اطمینان مذہب اور بالخصوص مذہب اسلام ہی میں حاصل ہو رہا ہے۔

(۵) خود ہندوستان میں باوجود اقتصادی اور سوشلزم کی ترقی کے مذہبی اقدار کی طرف عوام کا رجحان زیادہ بڑھ رہا ہے۔ ہندوستان کے وسیع و عریض ملک کے ہر حصہ میں دھرم اور مذہب کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ ہندوؤں میں یوگا، مسلمانوں میں تصوّف اور مختلف فرقوں اور مذاہب کے لوگوں میں درویشانہ اور قدرے والہانہ زندگی بسر کرنے کا عام جذبہ ہے۔ مذہبی عبادات کو بجا لانا اور مذہب کی خاطر ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کا جذبہ بھی اہلِ مذاہب میں خوب پایا جاتا ہے

(۶) مڈل ایسٹ کے ممالک میں پیٹرولیم ملنے کے بعد ایک سوشل اور اقتصادی انقلاب آیا ہے آجکل تعمیر اور انڈسٹری کی طرف بڑی توجہ ہے۔ مالی فراخی عیش و عشرت کو بھی ساتھ لائی۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ خدائی تنبیہات نے ان کو روحانی و اخلاقی اقدار

کو قائم رکھنے کی طرف بھی متوجہ کیا۔

(۷) - ٹرکی میں آجکل اسلام اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ ترقی پذیر ہے ہر سال حاجیوں میں ان کی تعداد دوسرے ممالک کے حجاج سے زیادہ ہوتی ہے۔

خدا کی یاد ہی اطمینانِ قلب عطا کر سکتی ہے

الغرض ہر ملک و قوم میں ہمیں مذہب کی طرف بڑھتا ہوا ایک رجحان نظر آرہا ہے۔ کیونکہ لوگ اب مادیت اور ٹیکنالوجی کی ترقی سے مطمئن نہیں ان کو ذہنی اور قلبی سکون مذہب ہی میں ملتا ہوا نظر آتا ہے ایسا ہو بھی کیوں نہیں کیونکہ بغیر محبتِ الٰہی کے یہ سکون و طمانیت حاصل بھی نہیں ہو سکتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

کہ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی قلوب اطمینان پا سکتے ہیں

ایسا ہی گوربانی میں بھی آیا ہے کہ

(۱) سو جیو یا جس من وسیا سوئے ۔ نانک اور نہ جیوے کوئے

(۲) نام بنا سُونا گھر بار

(۳) آکھاں جیواں وِسرے مرجاؤں ۔ آکھن اوکھا ساچا ناؤں

یعنی:-

جس دل میں خدا کی یاد ہے دراصل وہی زندہ ہے خدا کے نام

کے بغیر گھر بار سونا اور ویران ہے۔ اگر میں خدا کو یاد کروں تو رُوحانی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اگر اس کو بھول جاؤں تو یہ میری روحانی موت ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کو صحیح رنگ میں یاد کرنا ہی تو مشکل کام ہے۔

مذہب کے بارہ میں دو نظریات

حضرات! مذہب کے بارہ میں مثبت اور منفی دو نظریات ہیں سب سے پہلے میں مثبت نظریات و آراء کو پیش کرتا ہوں۔

مثبت نظریہ:- حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

کنتُ کنزاً مخفیاً فاردتُ ان اُعرف فخلقتُ آدم۔ کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنے آپ کو ظاہر کروں سو میں نے مخلوق کی ابتداء کی اور آدم کو پیدا کیا۔

پس جب سے دنیا شروع ہوئی خدا تعالیٰ کی ہستی کا تصوّر اور اس سے تعلق پیدا کرنے اور عبادت کی کوئی نہ کوئی صورت ہر قوم میں نظر آتی ہے اور نسلِ انسانی کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ (مذہبی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے) ہر قوم اور جاتی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے راہنمائی کرنے والے۔ نبی رسول رشی منی اوتار اور مہاپُرش آئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

ولقد بعثنا فی کل امۃٍ رسولاً ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت (النحل)

کہ ہم نے ہر امّت میں رسول بھیجے جو یہ پیغام لے کر آئے
کہ اپنے خالقِ حقیقی خداوند تعالےٰ کی عبادت کرو اور
شرک بُت پرستی اور شیطانی اعمال سے بچو۔
گوربانی میں بھی آیا ہے ؎

ہر جُگ جُگ بھگت اُپایا
پیج رکھدا آیا رام راجے

اور انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجنز میں ہے:

"There is no language or nation on the earth which is without the name of God
(Enc. of Religions Atherson names of God.)

کہ زمین پر کوئی زبان یا کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کسی
نہ کسی رنگ میں خدا کا نام نہ پایا جاتا ہو۔

۲۔ پروفیسر جولین ہکسلے اپنی کتاب "Science & Religion"
میں رقمطراز ہے:۔

What we are surest about is that we need more

science and more religion ever much more."

کہ جس بات کو ہم یقین اور وثوق سے کہہ سکتے ہیں وہ
یہ ہے کہ ہمیں پہلے سے بھی زیادہ سائنس اور مذہب
کی ضرورت ہے۔

۳۔ پروفیسر کانٹ Kant نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

"It is unquestimably necessary to be convinced of God's existence but it is not quite so necessary to demonstrate it."

کہ یہ بات تو بلاشبہ ضروری ہے کہ ہم ہستی باری تعالیٰ
پر یقین رکھیں مگر یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہم اس کا
اچھی طرح اظہار بھی کر سکیں۔

۴۔ ۱۹۷۴ء میں میں نے ایک کتاب "The Evidence"
پڑھی جو John clouer Monsoma نے مرتب
کر کے ۱۹۵۸ء میں شائع کی ہے۔ جس میں چالیس سائنسدانوں
کے مضامین ہیں جو اس امر کا اظہار کر رہے ہیں کہ نظام عالم

کی محکم اور ابلغ ترکیب و ترتیب بتا رہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی موجود ہے جو اس کارخانۂ عالم کو چلا رہی ہے۔

۵۔ اسی طرح سر ولیم ہملٹن۔ سر جیمز۔ مسٹر مینسل۔ آرتھن شائن ڈاکٹر شانتی سروپ بھٹناگر۔ ڈاکٹر عبد السلام صاحب احمدی۔ حافظ ڈاکٹر صالح محمد صاحب لیکچرار آف اسٹرانومی عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد یہ سب سائنسدان خدا تعالیٰ کی ہستی پر اور مذہب کی حقانیت پر ایمان اور یقین رکھنے والے ہیں۔ پس ہم ان مثبت نظریہ کے حامل سائنسدانوں کو چھوڑ کر منفی نظریہ رکھنے والے سائنسدانوں اور فلاسفروں کو کیوں اہمیت دیں۔

۶۔ ہندوستان کے نامور سیاستدان شری راج گوپال آچاریہ مدراس نے ۱۹۵۸ء میں "مذہبی تعلیم" کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ

"Without a religious basis a child's character could not be moulded in the proper way. morality could not but have a religious basis. The

soul of a man abhorred a vacum. If religion departed from the human soul meterial interest would occupy it (Deccan chronicle 3.12.1957)

کہ بغیر مذہبی تعلیم کو بنیاد بناتے ہوئے ہم ایک بچے کے کیریکٹر کو صحیح رنگ میں ڈھال نہیں سکتے۔ اخلاقیات کی بنیاد مذہب پر ہے انسان کی روح خلا کو ناپسند کرتی ہے۔ اگر مذہب کو انسان کی روح سے خارج کر دیا جائے تو لازماً اس خلا کو مادی اغراض پُر کر دیں گی۔ (یعنی انسان مادہ پرست بن جائے گا۔)

اس الحاد و مادیت کے دور میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا روح پرور اعلان

حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک

خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے۔ اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے۔ اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔"

(کشتی نوحؑ)

پس وہ روحانی بینا انسان جس نے خدا تعالیٰ کی تجلیات کا خود مشاہدہ کیا ہے اس کے انوار کو اپنے پر اترتے دیکھا اور جس کا اس ذاتِ اقدس سے زندہ تعلق ہے اس کی شہادت وگواہی وقیع اور قابلِ قدر ہے اور وہ لوگ جو اس کوچے سے ناآشنا ہیں خواہ وہ سائنس اور فلسفہ کی کتنی شیخیاں بگھاریں ان کی باتیں کچھ وقعت نہیں رکھتیں اگر ایک لاکھ اندھے یہ کہیں کہ ہمیں سورج نظر نہیں آتا لہذا رات ہے مگر ایک شخص جو چشمِ بینا رکھتا ہے اور سورج کو نصف النہار پر پوری آب وتاب سے روشن دیکھ کر کہتا ہے کہ سورج آسمان پر چمک رہا ہے اور یہ دن ہے تو اس اکیلے کی گواہی ایک لاکھ اندھوں پر بھاری اور قابلِ وقعت وپذیرائی ہوگی اس لئے کہ وہ سورج کو خود دیکھ رہا ہے جس کے دیکھنے سے اندھے بوجہ بینائی نہ ہونے کے معذور ہیں پس یہی حال روحانی عالم میں اللہ تعالیٰ کے نبیوں ورسولوں کا ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے حسن وجمال کا مشاہدہ کر رہے ہوتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کے زندہ گواہ ہوتے ہیں۔ پس روحانی

میدان میں روحانی کاملین کی شہادت ہی وقیع اور قوی سمجھی جائے گی او
یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جو دنیا کے مختلف علاقوں اور قوموں
ظاہر ہونے والے رشی مُنی اور اوتار مثبت نظریہ کے حامل
ان کے ذریعہ لاکھوں لوگوں نے اصلاح وترقی کی کیا اس حقیقت
محض کمیونسٹوں کے تخیلات کی وجہ سے رد کر دیا جائے؟

مذہب کے بارہ میں منفی نظریات

مذہب کے بارہ میں منفی نظریات کے حامل یعنی لادینیت و دہریت کا پرچار کرنے والوں میں کمیونسٹ صفِ اوّل میں ہیں چنانچہ کمیونزم کا بانی کارل مارکس مذہب کے بارہ میں رقمطراز ہے:۔

Religion is the sigh of the oppressed crea- ture, the kindliness of a heartless world, the spirit of unspiritual conditions. It is the peoples opium, the removal of religion, as the illusory happiness of the people is the demand

for its happiness."
(Introduction to a critique of Hegel's philosophy of law by Karl Marx.)

کہ مذہب مظلوم لوگوں کی آہ ہے اس کے ذریعہ بے رحم دنیا رحم کا مظاہرہ کرتی ہے اور یہ غیر روحانی حالات کی روح ہے مذہب لوگوں کے لئے ایک افیون ہے۔ اصلی خوشی کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مذہب کو مٹایا جائے جو لوگوں کو صرف قیاسی خوشی دیتا ہے۔

(۲) لینن جو روسی کمیونسٹ حکومت کا پہلا سربراہ تھا اپنے مضمون "The attitude of workers party towards religion." میں کارل مارکس کی اس مذہبی فلاسفی کے بارے میں لکھتا ہے۔

Marx said religion is the opium of the people and this postulate is the corner stone of the whole philosophy of Marxism with religion.

Marxism always regarded all modern religions and churches and every kind of religious organisations as instruments of the bourgeous reaction, whose aim is to defend exploitation by stupifying the workers class."

(Proletari No 25-26)

(اخبار پرولتاریہ ۳، رمئی ۱۹۰۹ء)

کہ مارکس نے کہا ہے کہ مذہب لوگوں کے لئے ایک افیون ہے اور یہ مسئلہ مارکس کی فلاسفی اور مذہب میں ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے مارکسزم تمام موجودہ مذاہب، چرچوں اور مذہبی اداروں کو سرمایہ داری کے ردّعمل کا آلہ سمجھتی ہے جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ مزدوروں کو بیوقوف بنا کر ان کی جارحانہ اقدام کی مدافعت کی جائے۔

(۳) کارل مارکس کا دستِ راست فریڈرک اینجلز Fredrick Engels اپنی کتاب....

"Anti Dubring" کے آخر میں لکھتا ہے :۔

Religion is nothing but the fantastic reflection in the heads of men of those earthly powers which rule over their daily life, a reflection in which earthly powers take on the form of unearthly ones."

Marx Lenin and science of Revolution (مارکس لینن اور انقلابی سائنس

ترجمہ :۔

کہ مذہب کی حقیقت کچھ بھی نہیں یہ صرف دنیوی طاقتوں کے آدمیوں کے دماغوں میں ایک خیالی عکس اور تصور ہے۔ جو ان کے روز مرّہ کی زندگی میں اثر انداز ہوتا ہے یہ ایک ایسا تصور ہے جس کے نتیجہ میں زمینی طاقتیں غیر زمین (روحانی اور آسمانی) طاقتوں کا روپ دھار لیتی ہے۔

(۴) کمیونسٹ پارٹی روس کا آرگن پرولتاریہ ——

(Prolatari) اپنی ۲۶ مئی ۱۹۰۹ء کی اشاعت میں مارکسزم کے نصب العین کے بارے میں لکھتا ہے:

"We must combat religion This is the a.b.c of all materialism and consequently of marxism. But Marxism is not materialism which stops at the a.b.c. Marxism goes farther. Down with religion. Long live Athiesm. The dissemination of the Atheism; view ~~is~~ our chief task."

کہ ہمیں مذہب کے خلاف جنگ کرنی چاہیئے۔ یہ مادیت کا آغاز جو بالآخر مارکسزم کی طرف لے جاتا ہے مگر مارکسزم ایسی مادہ پرست تحریک نہیں جو اے۔ بی۔ سی پر ہی رک جائے۔ یہ آگے بڑھتا ہے ہمارا نعرہ ہے دنیا سے مذہب مٹ جائے اور دہریت کا بول بالا ہو اور لادینیت کی تبلیغ و اشاعت ہمارا سب سے بڑا کام ہے۔

چنانچہ روس میں کمیونسٹ حکومت قائم ہوئی اور اس کا آئین مرتب کیا گیا۔ جو اس آئین کی دفعہ ۱۲۴ میں مذہب کے خلاف پراپیگنڈہ کرنے کی سب شہریوں کو آزادی دی گئی مگر مذہب کے حق میں پراپیگنڈہ روک دیا گیا۔

Art 129

"Freedom of worship and freedom of anti religious propaganda are recognised for all citizens."

کہ عبادت کی آزادی اور مذہب کے خلاف پراپیگنڈہ کی آزادی تمام شہریوں کے لئے منظور کی گئی ہے۔

سوویت روس کے اس آئین کی متذکرہ بالا دفعہ کی آڑ لے کر روس میں تمام مذہبی اداروں اور ان کے منتظمین کے خلاف شدید کاروائی کی گئی۔ مذہبی میدان میں خوف و ہراس کی ایک لہر مذہبی لوگوں میں پیدا کر دی گئی۔ مذہبی تبلیغ کو بند کر کے نئی نسل کو مذہب سے بیگانہ اور لادینی بنا دیا گیا۔

(۵) ایک جرمن فلاسفر فریڈرک نطشے (Nitsche) نے اپنے اردگرد عیسائی لوگوں کی روحانی زندگی سے خالی تحریک اور ان کو مادی عیش و عشرت میں ملوّث دیکھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کر

دیتا ہے اور کہتا ہے :-

"God is dead. God died of his pity for man. Destory for me, oh destory for me. The good and just only the strong man will be truthful."

کہ (نعوذ باللہ) خدا مر گیا ہے خدا اپنے بندوں پر رحم اور ترس کھا کر مر گیا ہے انصاف اور نیکی کوئی چیز نہیں اسے میرے لئے تباہ کر دو صرف ایک طاقتور انسان ہی اب راستباز سمجھا جائے گا۔

گویا نطشے کے نزدیک روحانیت کوئی چیز نہیں مادیت اور دنیوی طاقت ہی اصل چیز ہے انگریزی ضرب المثل

"Might is Right."

جس کی لاٹھی اس کی بھینس

کا نظریہ اب دنیا میں کار فرما رہے گا۔ طاقت ہی سچائی اور راستبازی کا معیار ہو گی۔ نطشے کے نزدیک آریہ لوگ اعلیٰ درجے کی نسل ہیں اور جرمن بھی آریہ نسل میں ہی شامل ہیں اس لئے انسانیت کے جملہ حقوق بلکہ دوسرے انسانوں پر جرمنوں کو ہی ترقی حاصل ہے۔

(۶) اسی طرح اور کتنے سائنسدان اور فلاسفر ہیں جو روحانیت کے کوچہ سے آشنا نہیں تھے انہوں نے اپنی ناقص ریسرچ اور آئے دن بدلنے والی تھیوریوں پر اعتماد کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ اس عالم کا کوئی خالق نہیں۔ نظامِ عالم خودبخود چل رہا ہے خدا تعالےٰ کا نہ کوئی وجود ہے اور نہ ہی مذہب و روحانیت کی کوئی حقیقت نہ ہی انسان کی پیدائش کی کوئی خاص غرض و غایت ہے زندگی میں خوب کھاؤ پیو عیش کرو اور پھر دنیا سے رخصت ہو جاؤ نہ کوئی نیکی ہے نہ بدی اور نہ ہی کوئی سزا ہے اور نہ ہی جزا۔ جنّت اور جہنّم محض ایک تخیّل ہے۔ پس دہریوں اور لادینی لوگوں کی فلسفہ کی بُنیاد منفی Stand (اسٹینڈ) پر قائم ہے۔ اور اس منفی اندازِ فکر کی وجہ سے ہم مثبت نظریات اور ان کے شاندار عملی نتائج و حقائق کو نظر انداز نہیں کر سکتے چونکہ نظامِ عالم ایک محکم اور ابلغ حقیقت ہے جسے دہریہ لوگ سائنسدان اور فلاسفر کسی طرح ردّ نہیں کر سکتے اس لئے وہ دہریت کی آڑ لے کر مذہب پر حملے کرتے ہیں مگر ان فلاسفروں اور دہریوں کے سامنے ایسے مذاہب کی تعلیمات اور ان مذاہب کے پیروں کی ناقص حالت ہے جو کسی طرح بھی کامل اور زندہ مذہب نہیں اور یہ لوگ اسلام جیسے کامل اور زندہ مذہب کی تعلیمات اور روحانی کاملین کے حالات سے ناواقف اور ناآشنا ہیں اس لئے وہ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کی ناقص تعلیمات کی آڑ لے کر مذاہب پر حملے کرتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا جراُت مندانہ رُوحانی انقلاب

مگر اس زمانہ میں ۱۸۹۲ء میں جماعتِ احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام نے جو روحانیت کے علمبردار اور اسلام کے ایک فتح نصیب جرنیل تھے ایک جراُت مندانہ اور حقیقت افروز اعلان فرمایا :۔

(الف) "اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بے دل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری قوت دکھا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علومِ جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کتنے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا

ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں بھی ثابت کرے گا۔ اسلام کی سلطنتوں کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کر دے کہ کالعدم کر دیوے۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۵۴ صفحہ ۲۵۵)

(ب) نیز بڑی تحدی کے ساتھ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول ایک ہے یعنی **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم اس ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کر کے بھیجا ہے۔ جس کو شک ہو وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کرا لے اگر میں نہ آیا ہوتا تو کوئی عذر بھی تھا مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ

نہیں۔ کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے دنیا زندہ ہو رہی ہے نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ برکات ظہور میں آ رہے ہیں۔ غیب کے چشمے کھل رہے ہیں۔ مبارک وہ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکال لے"۔

(لیکچر زندہ رسولؐ)

مذہب کے بارہ میں دھریوں کا ایک عام اعتراض

— اور —

اس کا حقیقت پسندانہ جواب

اعتراض:۔ مذہب کے خلاف عام طور پر دہریوں کا ایک فرسودہ اعتراض ہے کہ مذہب کے نام پر لڑائی جھگڑے اور خون خرابے ہوتے ہیں اس لئے مذہب امن کے منافی ہے لہٰذا ہم کو مذہب

کی کوئی ضرورت نہیں۔

أمّا الجواب:- اس اعتراض کے جواب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر مختلف مذاہب کی مذہبی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مذہب بلاوجہ قتل. خونریزی کی اجازت نہیں دیتا۔ تاریخ ادیان ہم کو بتاتی ہے کہ ہمیشہ لا مذہبی لوگوں نے ہی مذہب والوں کی شدید مخالفت کی اور ان کا خون کیا ہے۔ انبیاء و مرسلین کے مخالف ان پر اور ان کے ماننے والوں پر عرصہ حیات تنگ کرتے اور ان پر ظلم و ستم کرتے ہیں محض خدا تعالےٰ پر ایمان رکھنے کی وجہ سے ان مظلوموں اور معصوموں کے خون سے زمین کو لالہ زار بنایا گیا۔ بالآخر مجبور ہو کر انہوں نے بھی اپنے حق مدافعت کو استعمال کیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت سے یہ مؤمنین اپنے دفاع اور حصول آزادئ مذہب میں کامیاب و کامران ہوئے اور ان کے مخالفین ناکام و نامراد تو پھر مخالفین کی طرف سے یہ شور مچایا جاتا ہے کہ مذہب کے ماننے والوں نے ہم پر ظلم و ستم کیا۔ جب کہ یہ مخالفین انبیاء اپنے ظلم و ستم اور خونریزی کو یکسر عمداً اور ارادۃً فراموش کر دیتے ہیں۔

(۲) اس ضمن میں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ سائنس جس کو مذہب کا قائمقام سمجھا جاتا ہے کیا اس نے زہریلی گیسوں ایٹموں اور مہلک ہتھیاروں سے دنیا میں خون خرابہ نہیں کیا

جنگِ عظیم اوّل اور جنگِ عظیم ثانی کی تباہ کاریوں کو مدِّ نظر رکھا جائے تو جسم پر ایک لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ یہ سب سائنس کا کرشمہ ہے سائنس کی ایجادات نے ایک ہی وقت میں جتنے لوگوں کو تباہ و برباد کیا۔ مذہب نے (مذہبی جنگوں میں) اتنے لوگ ہلاک نہیں کئے۔ گذشتہ جنگِ عظیم ثانی میں کیا امریکہ نے جاپان کے دو بڑے شہروں ناگاساکی اور ہیروشیما پر دو ایٹم بم گرا کر لاکھوں لوگوں کو تباہ و برباد نہیں کیا؟ کیا یہ سائنس کا کرشمہ نہیں؟ اس تباہی و بربادی کے باوجود جو کہ سائنس کی ترقی کا نتیجہ ہے پھر بھی لوگ اب سائنس کی ریسرچ کیوں کرتے ہیں؟ پس سائنس کے غلط استعمال اور اس کے تخریبی پہلوؤں کے موجود ہونے کے باوجود اگر سائنس پر کوئی اعتراض نہیں تو اگر کبھی مدافعت کے رنگ میں مذہبی جنگیں ہوئیں اور کچھ قتل و خونریزی بھی تو مذہب پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے؟ مذہب کے مثبت اور تعمیری پہلوؤں کو کیوں نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ مذہب نے ہمیشہ دنیا میں اصلاح و سدھار کیا ہے۔ لوگوں میں اخلاقی اور روحانی تبدیلی پیدا کر کے ان کے دلوں میں سکون و اطمینان پیدا کیا ہے۔ اور یہ سکونِ قلب ان کو سائنس نہ عطا کر سکی جس کا زندہ ثبوت آجکل کے ترقی یافتہ ممالک میں پائی جانے والی بے اطمینانی ہے۔ جن کے سروں پر جنگ کا خطرہ ہر وقت منڈلا رہا ہے۔

(۳) مذہبی دنیا میں لاکھوں انسان دنیوی علوم کے اعتبار

سے بھی قابل دیانت دار اور روحانیت میں بھی کامل نبی رسول اوتار ملیں
گے۔ مگر دہریت کی دنیا میں اس پایہ کا کوئی آدمی بھی نظر نہیں آئے گا جو
خلوصِ قلب سے مخلوقِ خدا کا سچا خیرخواہ اور اخلاق فاضلہ سے متصف
ہو کیونکہ دہریوں کے نزدیک اخلاقِ فاضلہ کا کوئی معیار نہیں اور نہ
ہی اس کی کوئی حیثیت دنیا اور اس کے اغراض و مقاصد یا سیاست
اور غلبہ و اقتدار کا جائز و ناجائز طریق پر حصول صرف ان کا مطمحِ نظر
اور نصب العین ہوتا ہے۔ اپنے دنیوی مقاصد کے حصول کے لئے مخلوقِ
خدا پر ظلم و ستم اور قتل و خونریزی ان کی نگاہ میں معمولی حیثیت رکھتی ہے
اس لئے یہ دہریہ اور کمیونسٹ مخلوقِ خدا کا خون بہانے میں بے خوف
و دلیر ہوتے ہیں کیونکہ ان کے قلوب خشیتِ الٰہی سے خالی ہوتے ہیں
لادینی کمیونسٹ ممالک کی چیرہ دستیوں کی الم انگیز داستان اس
پر شاہد ناطق ہے جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں اشارہ ہی کافی ہے

مذہب کی تعریف

حضرات! مذہب ایک عربی لفظ ہے۔ جس کے لغوی معنے راستہ
کے ہیں جس کے ذریعہ انسان اپنے منزلِ مقصود تک پہنچتا ہے۔ اور
اصطلاح میں انسان کے مقصدِ حیات تک پہنچنے کے راستہ کو مذہب
کہتے ہیں بعض کے نزدیک مذہب سے مراد وہ اصول و قوانین ہیں۔
جن کے مطابق خدا تعالیٰ کی عبادت کی جائے چنانچہ

(الف) انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں زیرِ لفظ "Religions" لکھا
ہے:-

"Religions by which are meant the modes of divine worship proper to different tribes based on the belief held in common by the members of them severally"

کہ مذہب سے مراد وہ عبادتِ الٰہی کے اصول و قواعد ہیں جو
مختلف قبیلوں میں ان کے حالات کے مطابق ہوتے ہیں اور اسی
کی بنیاد وہ عقائد ہوتے ہیں جو قبائل کے افراد میں اجتماعی طور پر
پائے جاتے ہیں۔

(ب) Chambers Popular Encyclo-Pedia میں مذہب کی تعریف ان الفاظ میں بیان
کی گئی ہے۔

"Religion is the word generally used to describe man's relation to divine or superhuman powers"

and the various organised systems of belief and worship in which those relations are expressed including those of primitive peoples. The essential criterion of religion is the attitude of worship."

کہ مذہب ایک ایسا لفظ ہے جو عام طور پر انسان کے خدا یا مافوق البشر طاقتوں سے تعلق کے اظہار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور پھر ان مخصوص عقائد اور طریقہائے عبادت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جن میں متذکرہ بالا تعلقات کا ذکر ہو خواہ وہ پرانے لوگوں میں پائے جاتے ہوں مذہب کا بنیادی اصول عبادت ہے۔

مذہب کا فطرتِ انسانی سے تعلق

جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں مذہب کا نقطۂ مرکزی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی ہستی کا تصور انسان کی فطرت میں داخل ہے یعنی نظامِ عالم کے ربط اور استحکام کو دیکھ کر فطرتِ انسانی بے اختیار چاہتی ہے کہ اس کائنات کا کوئی خالق و مالک

اور قادرِ مطلق خدا ہو اس فطرتی جذبہ کی طرف آیتِ قرآنی

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ

(الاعراف آیت نمبر ۱۷۲)

میں اشارہ کیا گیا ہے کہ جب خدا تعالےٰ نے روحوں سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو روحوں نے جواب دیا ہاں ہاں کیوں نہیں تو ہی ہمارا رب وخالق ہے۔ نعم ما قال المسیح الموعودؑ ؎

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
تو نے خود روحوں پر اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
جس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

اس فطری حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔

(الروم ع ۴)

اے انسان! تو اپنی ساری توجہ دین کے لئے مخصوص کر دے ایسی صورت میں کہ تجھ میں کجی نہ ہو تو اللہ تعالےٰ کی پیدا کی ہوئی فطرت

کو اختیار کر وہ فطرت جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہی قائم رہنے والا دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

متذکرہ بالا آیتِ قرآنی بتا رہی ہے کہ جس فطرت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ ہمیشہ قائم رہے گی اور اسے کوئی انسان بدل نہیں سکتا۔

چنانچہ مسٹر مینسل M Mansel لکھتے ہیں

"We are compelled by the constitution of our minds, to believe in the existence of an Absolute and infinite being, a belief which appears forced upon us, as the complement of our conciousness of the relative and finite"

یعنی: ہم اپنے ذہنوں کی ساخت کی وجہ سے فطرتی طور پر مجبور ہیں کہ ایک ایسی ہستی پر ایمان رکھیں جو غیر محدود غنی مطلق اور غیر متناہی وجود ہو معلوم ہوتا ہے کہ یہ

اقرار ہمارے نفسوں میں نہایت قوی طور پر مرکوز کر دیا گیا ہے اور یہی وہ عرفان ہے جس کے ذریعہ سے ہمارا متناہی اور محدود اشیاء کے متعلق علم مکمل ہوتا ہے۔

(۲) اسی طرح سر ولیم ہملٹن — Sir william Hamilton لکھتے ہیں:-

"By a wonderful revelation we are thus, in the very conciousness of our inability to conceive, aught above the relative and finite, inspired with belief in the existence of some thing unconditioned beyond the sphere of all comprehendable reality."

یعنی:- باوجود بخوبی جاننے کے ہم نسبتی اور متناہی اشیاء کے علاوہ دوسری چیزوں کے تخیل کی قابلیت نہیں رکھتے پھر بھی ہمارے نفسوں میں ایک قادرِ مطلق ہستی کے وجود کا

اقرار حیران کن طریق سے الہاماً مرکوز ہے جو کہ تمام قابل فہم حقائق سے بالاتر ہے۔

۳۔ اسی طرح پروفیسر … کے فلسفہ مذہب پر یہ اظہار ہیں:

"میں کیوں پابند مذہب ہوں اس سے انکار کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ پابند مذہب ہونا میری ذاتیات میں ہے لوگ کہیں گے کہ یہ وراثت یا تربیت یا مزاج کا اثر ہے میں نے خود اپنی رائے پر بڑا اعتراض کیا ہے لیکن میں نے دیکھا کہ سوال پھر پیدا ہوتا ہے اور وہ حل نہیں ہوتا۔

مذہب کی ضرورت جس قدر مجھ کو اپنی ذات اور زندگی کے لئے ہے اس سے زیادہ تمام سوسائٹی کو ہے مذہب کی شاخ اور برگ کئی دفعہ کاٹ ڈالے گئے لیکن جڑ ہمیشہ قائم رہی ہے اور اس نے نئے برگ دوبارہ پیدا کر دیئے ہیں اس بنا پر مذہب ابدی چیز ہے جو کبھی زائل نہیں ہو سکتی مذہب کا چشمہ روز بروز وسیع ہوتا جا رہا ہے اور فلسفہ، فکر اور زندگی کے دردناک تجربے اس کو اور گہرا کر رہے ہیں۔ انسانیت کی زندگی مذہب ہی سے قائم ہوئی ہے اور اسی سے قوت پائے گی۔" (الحیوٰۃ سال اول ۱۹۵۹ء …)

مذہب کی ضرورت اور اس کا مقصد

میں بتا چکا ہوں کہ مذہب کا نقطۂ مرکزی خالقِ حقیقی اور خدا تعالیٰ کی ذات ہے اس قادرِ مطلق ہستی کے موجود ہونے کے لئے کچھ تو عقلی دلائل ہیں جو ہمیں "ہونا چاہیئے" کے مقام تک لے جاتے ہیں یعنی کائنات عالم کے محکم اور اعلیٰ نظام پر غور و فکر کر کے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ عالم خود بخود نہیں بلکہ اس کا کوئی خالق ہونا چاہیئے جو اس کا مدبر اور منتظم بھی ہو مگر کیا وہ خالق و مالک موجود بھی "ہے"؟ اس "ہے" کے مقام تک ہم کو صرف وحی و الہام ہی لے کر جا سکتے ہیں۔ چنانچہ جب سے دنیا شروع ہوئی مختلف زبانوں علاقوں اور قوموں میں ایسے لوگ ظاہر ہوتے رہے ہیں جنہوں نے بڑی تحدی اور یقین و وثوق سے دعویٰ کیا کہ ایسی قادر و توانا ہستی "موجود ہے"۔ جو اس عالم کی خالق و مالک ہے اس کا ہمارے ساتھ تعلق ہے۔ ہم اس ہستی سے روحانی روشنی اور وحی الہام پاتے ہیں اور اس کے پیغام کو مخلوقِ خدا تک پہنچاتے ہیں یہ لوگ اپنے زمانہ کے بہترین دماغ و کردار تھے ان کی زندگیاں پاکیزگی و تقدس کا مرقع و نمونہ تھیں کیا ایسے نیکوکار و صالحین کی عملی و علمی شہادت کو رد کیا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں!! پس ان صالحین مامورین و مرسلین کی شہادت ہستی باری تعالیٰ پر زبردست دلیل ہے۔

اب آئیے! ہم سنجیدگی سے غور و فکر کرتے ہیں کہ انسان

کو مذہب کی کیا ضرورت ہے؟ اس سلسلہ میں کچھ حقائق ہمارے سامنے آتے ہیں جن کو اگر پیشِ نظر رکھا جائے تو مذہب کی ضرورت کے علاوہ سائنس اور مذہب کے باہمی تعلق و ربط کا معاملہ بھی ایک حد تک واضح ہو جاتا ہے۔

(ا) انسان خود اپنے ارادہ اور اختیار سے پیدا نہیں ہوا کہ اپنی زندگی کا مقصد مقرر کرے انسانی زندگی کا مقصد مقرر کرنا بھی اسی کا حق ہے جس نے اسے پیدا کیا جب تک اس نصب العین پر ایمان نہ رکھا جائے اعمال میں ہم آہنگی اور یکجہتی پیدا نہیں ہو سکتی انسانی اعمال میں نصب العین ہی وہ مقناطیسی نقطہ ہے جو انہیں منتشر اور غیر مربوط ہونے سے بچا کر ایک مرکز پر جمع رکھتا ہے تخلیقِ انسانی کے اس نصب العین کو قرآنِ مجید میں

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"

(الذاریات ع ۳)

کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے جن و انس کو اپنی عبادت اور معرفت کے لئے پیدا کیا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

(ا) "مذہب کی اصل غرض خدا پر ایسا یقین دلانا ہے کہ وہ نظر آ جائے کیونکہ جب تک خدا کی معرفت نہ ہو انسان گناہ کی ہلاکت سے بچ نہیں سکتا اور اس یقین

کے حاصل ہونے کی ایک ہی راہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے مکالمہ کے ذریعہ اس کے خارق عادت نشان دیکھے اور بار بار کے تجربہ سے اس کی جبروت اور قدرت پر یقین کرے۔" (نسیم دعوت)

(ب) "مذہب کی جڑ خدا شناسی اور معرفت نعماءِ الٰہی ہے اور اس کی شاخیں اعمالِ صالحہ اور اس کے پھول اخلاقِ فاضلہ ہیں اور اس کا پھل برکاتِ روحانیہ اور نہایت لطیف محبت ہے جو کہ رب اور اس کے بندہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس پھل سے متمتع ہونا روحانی تقدس اور پاکیزگی کا ثمر ہے۔" (سرمہ چشم آریہ صـ ۱۸۹)

(۲) مذہب کا مقصد چونکہ خدا شناسی طہارتِ قلبی اور اخلاقِ فاضلہ کا اظہار ہے اس مقصد کو پیشِ نظر نہ رکھنے کی وجہ سے فلاسفروں نے غلطی کھائی وہ یہ ۔۔۔ سمجھے کہ مذہب سے ہمیں قوت و دولت مل جائے گی اور ہم آسودہ حال ہو جائیں گے ان کا یہ نظریہ غلط ہے مثلاً لباس بدن کے ڈھانکنے کے لئے ہے نہ کہ بھوک دور کرنے کیلئے اسی طرح مذہب روحانی و اخلاقی پاکیزگی کا ذریعہ ہے نہ کہ مال و دولت اور حصولِ اقتدار کے لئے ہاں اگر روحانی و اخلاقی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ اشیاء بھی حاصل ہو جائیں تو سونے پر سہاگہ ہے ورنہ مذہب کا اصل مقصود نہیں۔

۳۔ انسان اپنی زندگی کے قیام و بقاء کے لئے بہت سے سہاروں اور اسباب کا محتاج ہے جس طرح وہ جسم کے بقاء کے لئے بعض سہاروں کا یعنی سورج، چاند، ستارے، پانی، ہوا، غذا وغیرہ کا محتاج ہے۔ ضروری ہے کہ رُوح کی بقاء اور ترقی کے لئے بھی کچھ ایسے اسباب و ذرائع اور سہارے ہوں جو اس کے پیدا کردہ نہ ہوں وہ سہارے خدا تعالےٰ کی طرف سے مذہب کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

۴۔ جس طرح ایک مشین کو دیکھنے والا صرف اس کے دیکھنے سے اس کے اندرونی و بیرونی پُرزوں۔ اس کی ساخت۔ طریقِ استعمال اور ذرائع حفاظت سے واقف نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس مشین کا موجد و کاریگر خود ان امور کو نہ بتلائے اسی طرح ایک انسان اپنے ظاہری و باطنی قویٰ کے طریقِ استعمال اور ذریعۂ حفاظت سے اس وقت تک واقف نہیں ہو سکتا جب تک اسے پورا علم اس کے خالق و مالک کی طرف سے نہ دیا جائے۔ اس خدائی عطا کردہ علم کا نام **"مذھب"** ہے۔

۵۔ جسمانی تربیت اور ظاہری علوم کے لئے انسان اپنے والدین، مربیوں اور استادوں کا محتاج ہے۔ اسی طرح روحانی علوم کے لئے روحانی اساتذہ اور معلّمین کا محتاج ہے۔ یہ روحانی معلّمین خدا تعالےٰ کے نبی اور رسول ہوتے ہیں۔ پس محض انسانی عقل اور ضمیر کی آواز ہدایت انسانی کی تکمیل کے لئے کافی نہیں بلکہ خدائی نور اور الہام کی ضرورت ہے۔ پس یہ خدا تعالےٰ ہی ہے جو سب کی ضروریات کا خیال رکھ کر اپنا ضابطہ و شریعت

نازل فرماتا ہے۔ جس میں سب انسانوں کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں۔ اس نے خدائی نور الہام و وحی کو لانے والے وجودوں یعنی نبیوں اور رسولوں کی ہدایت و راہنمائی کی دنیا کو ازل سے ضرورت رہی ہے اور ابد تک رہے گی۔

۶۔ **"مذھب"** ایک مکمل ضابطۂ حیات پیش کرتا ہے۔ جس میں اخلاق۔ عبادات۔ سیاسیات۔ وراثت۔ شادی بیاہ۔ اکل و شرب اور تہذیب و تمدن وغیرہ کے مسائل ہوتے ہیں۔ اب ایک انسان کا ماں بہن اور بیٹی سے شادی نہ کرنا اور پھر حلال و حرام اور نیکی و بدی میں تمیز بجز مذہبی تعلیم کے محض عقلِ انسانی سے نہیں کر سکتا۔

۷۔ انسانی عقل آنکھ کی طرح ہے اب کیا آنکھ کو ظاہری روشنی یا سُرمۂ بصارت افزا یا دوربین یا خوردبین کا شیشہ کند کرتا ہے یا تیز کرتا ہے ہر سمجھدار جانتا ہے کہ یہ اشیاء آنکھ کے لئے ممد اور اس کی قوت کو بڑھانے والی ہیں۔ پس جو فائدہ آنکھ کو خارجی نور اور روشنی اور خوردبین کے شیشے کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی سے مذہب کا فائدہ عقل پر قیاس کر لیں کہ مذہب عقلِ انسانی کو تیز و روشن کرتا ہے۔

۸۔ یہ "دنیا" خدا کا فعل ہے اور "مذہب" خدا کا قول ہے۔ خدا تعالےٰ کے قول و فعل میں تطابق ہو نہ کہ تضاد۔ اسے ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ نیچر کی اسٹڈی کو ہم سائنس کہتے ہیں اور وحی و الہام کی اسٹڈی

کو "مذہب" اب دونوں میں ہی باہمی تطابق ہے۔ کسی قسم کا کوئی تخالف نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید جو خدا کا کلام ہے۔ وہ بار بار عقلِ انسانی کے استعمال یعنی تدبر و تفکر اور اس نیچر کی اسٹڈی کی تعلیم دیتا ہے اور ساتھ ہی پُر زور الفاظ میں ارشاد فرماتا ہے کہ جب تم اس کائنات کے نظام پر غور و فکر کرو گے تو تمہاری عقل تحیّر سے حیران و ششدر رہ جائے گی اور کائناتِ عالم کی ہر چیز کی حقیقی تربیت و مناسبت کو دیکھ کر تمہاری زبانوں پر بے اختیار یہ اقرار جاری ہو گا۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

کہ اے ہمارے خالق و مالک خدا۔ تو نے اس کائنات میں کوئی چیز بھی بیکار بے غرض اور بے فائدہ پیدا نہیں کی۔

پس اسلامی نقطۂ نگاہ سے انسان کے لئے مذہب از بس ضروری ہے جو زندگی میں اس کی صحیح رہنمائی کرتا ہے اور پھر مذہب و سائنس کا باہمی کوئی تخالف و تصادم نہیں۔ بلکہ مذہب سائنس کی ریسرچ کی طرف رغبت دلاتا ہے اور اس ریسرچ کے نتیجہ میں مذہب کے بیان کردہ اصولوں کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔

(اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

مذہب کے فوائد

اب میں اپنی اس تقریر میں "مذہب" کے فوائد کو اختصار سے بیان کرنا چاہتا ہوں مذہب کے درج ذیل فوائد ہیں۔

۱۔ مذہب انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین و ایمان پیدا کر کے اسے بااخلاق اور باخدا بناتا ہے نیکی اور بدی کی تمیز اور انسان کی پیدائش کے مقصود و مطلوب کا وجدانی احساس صرف مذہب کے ذریعہ ہوتا ہے۔

۲۔ مذہب انسان کو تعلق باللہ کے علاوہ شفقت علیٰ خلق اللہ کی تعلیم دیتا ہے اس کے تین حصّے ہیں۔

(الف) انسان کا معاملہ اپنے نفس کے ساتھ۔ کیونکہ جسم کا اثر روح پر پڑتا ہے۔ جسم اور روح کا باہمی تعلّق مغز اور اس کے قشر کی طرح ہے جیسے بادام کے قشر کے اندر اس کا مغز ہوتا ہے جو مقصود ہوتا ہے۔

(ب) انسان کا معاملہ دوسرے انسانوں کے ساتھ: مذہب تعلیم دیتا ہے کہ انسان کو دوسرے انسانوں کے ساتھ کس طرح عدل و احسان اور محبّت و شفقت کا برتاؤ کرنا چاہیئے اور سوسائیٹی کے پسماندہ لوگوں اور غرباء کے ساتھ حُسنِ سلوک اور رحم کا معاملہ کرنا چاہیئے۔

(ج) انسان کو دوسرے حیوانات کے ساتھ بھی شرافت اور نرمی کا

برتاؤ کرنا چاہیئے اور ان کی ضروریات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

(۳) مذہب انسان کو بڑی امید اور قوّت بخشتا ہے۔ مشکلات میں مایوس نہیں ہونے دیتا دنیوی ابتلاء اور تکالیف اسے رُوحانی انعامات کا وارث بنا دیتی ہیں۔ ارشادِ باری ہے لَا تَيْئَسُوا مِن رَّوْحِ اللّٰه کہ خدا تعالےٰ کی رحمت اور فضل سے کبھی مایوس نہ ہو دلوں کو سکون و اطمینان مذہب اور یادِ الٰہی سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

(۴) مذہب والا انسان آخرت پر نظر رکھ کر دنیا کی ہر مشکل کو اُٹھا لیتا ہے کہ یہ دنیا چند روزہ ہے اور مذہب ہی انسان کی نیّت کا پورا پورا اجر دلا سکتا ہے معذور انسان بھی نیک نیّتی کا بدلہ اور اجر و ثواب پاتا ہے۔

(۵) لامذہب صرف قانون اور پولیس سے ڈرتا ہے مگر مذہبی انسان ہر جلوت و خلوت میں خدا تعالےٰ سے ڈرتا ہے اس کے دل میں خشیتِ الٰہی ہوتی ہے۔ مذہب انسان کی ضمیر اور ظاہری باطنی قویٰ کی پرورش کرتا ہے۔

(۶) مذہب والا انسان آخرت کا خیال کرکے اپنے اعمال میں محتاط رہے گا۔ مگر لامذہب صرف دنیوی مفاد اور حرص و لالچ کی وجہ سے عدل و انصاف نہ کرے گا۔

(۷) مذہب ایک عظیم الشان عالمگیر اخوت (Universal Brother hood) قائم کرتا ہے۔ کیونکہ جب سب مخلوق کا

ایک خدا ہے تو تمام لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ "الخلق عیال اللّٰہ" کی حدیث نبوی صلعم ایسی عالمگیر اخوّت کی تعلیم دیتا ہے۔ ایک دفعہ ایک دہریہ اور لامذہب لیڈر مسٹر کورلے نے مجھ سے بیان کیا کہ میری تحریک کا مقصد بھی انسانوں میں اخوت Brother hood پیدا کرنا ہے تب میں نے ان سے عرض کیا کہ مسٹر کورلے

"When you deny the father hood of God then how can there be brother hood of men?"

کہ جب آپ خدا تعالےٰ کی ہستی (جو مخلوق کے لئے بمنزلہ باپ ہے) کا انکار کر رہے ہیں تب مخلوقِ خدا میں اخوّت کیسے قائم ہو سکتی ہے اس پر وہ لاجواب اور خاموش ہو گئے۔

(۸) کوئی انسانی قانون ایسا نہیں جو انسانی دائروں کو توڑ سکتا ہو۔ انگلستان والا جرمن والوں کے قانون کو نہیں مانتا۔ جرمنی والا انگلستان یا کسی اور ملک کے قانون کو نہیں مان سکتا۔ لیکن اگر کسی انسان پر یہ ثابت کر دیا جائے کہ فلاں قانون خدا تعالےٰ کا تجویز کردہ ہے وہ فوراً اس پر عمل کرنے کو تیار ہو جائے گا خواہ وہ دنیا کے کسی حصّہ کا رہنے والا ہو۔

(۹) مذہب نے ہمیشہ تعمیر کی ہے مگر دہریت اور لامذہبیت نے

تخریب کی ہے۔ تاریخِ مذاہب عالم مطالعہ کر کے دیکھو تو مذاہب کے ذریعہ جو انقلابات رونما ہوئے وہ تعمیری تھے مذہبی لوگوں کے خلاف جبر و تشدد مذہب کے منکروں نے ہی کیا ہے۔

(۱۰) مذہب اپنے اندر خاص کشش و جاذبیت اور روحانی طاقت رکھتا ہے وہ اتحاد و اتفاق اور اس کی ترقی کا باعث ہوا ہے۔ تبھی اس کے ذریعہ سے دنیا میں انقلابات برپا ہوئے۔ چنانچہ ڈاکٹر لیبان جس کے بارے مولانا عبدالسلام ندوی نے لکھا۔ "لیبان اگرچہ عقلی حیثیت سے مذہب کو اوہام اور خرافات کا مجموعہ سمجھتے تھے۔" (انقلابات الامم) مگر مذہب خصوصاً مذہب اسلام نے تمدن کے اعتبار سے جو حیرت انگیز انقلاب دنیا میں برپا کیا اسے صاف الفاظ میں دنیا میں تسلیم کرتا ہے کہ:۔

"مذہب کی عظیم الشان قوت کا سبب یہ ہے کہ وہ ایک زمانہ میں قوم کے فوائد قوم کے احتیاجات اور قوم کے خیالات کو مجتمع کر دیتا ہے۔ اس لئے وہ تمام عناصر کا جن سے قومی روح پیدا ہوتی ہے دفعتہً قائمقام ہو جاتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مذہبی قوت کے استیلاء سے قوم کا مزاج عقلی نہیں بدل سکتا تاہم تمام قوتوں کا رخ صرف ایک مقصد کی طرف ہو جاتا ہے یعنی تمام طاقتیں اس جدید مذہب کی حمایت میں کھڑی ہو جاتی ہیں اور مذہب کی عظیم الشان طاقت کا راز اسی اصول کے اندر مضمر ہے یہی وجہ ہے کہ

دنیا کی جن قوموں نے کارہائے نمایاں کئے ہیں اسی قسم کے مذہبی انقلاب کے زمانہ میں کئے ہیں اور دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں کی تاسیس اسی دورِ انقلاب میں ہوئی ہے آنحضرت صلعم کے الہامی خیالات نے اس طریقہ سے قبائل عرب میں اتحاد پیدا کیا اور ان لوگوں نے تمام قوتوں کو زیر و زبر کر کے عظیم الشان سلطنت قائم کرلی"۔

(انقلابات الامم ص ۱۳۳ مطبوعہ معارف
پریس اعظم گڑھ)

اسلام کے انقلاب کا مقصود کسی سیاسی سلطنت کا قیام و تاسیس نہ تھا۔ یہ امر ثانوی حیثیت رکھتا ہے اصل کام جو اسلام نے کیا وہ یہ تھا کہ لوگوں کے دل و دماغ کو بدل دیا ان کی علمی، تمدنی، معاشرتی اور اقتصادی حالت بدل دی انہیں بااخلاق اور باخدا انسان بنا دیا۔ شراب نوشی سے منع کر کے اور حلال و حرام کی تمیز قائم کر کے ان کی صحتوں پر خوشگوار اثر ڈالا اور علمی ترقی کی طرف انہیں ایسا راغب کیا کہ وہ روحانی دینی علوم کے علاوہ دنیا کے ہر علم و فن میں ترقی کر کے یکتا روزگار بن گئے۔ تاریخ عالم مسلمانوں کے علمی اور زریں کارناموں پر شاہد ناطق ہے۔

پس مذہب بے شمار دینی و دنیوی فوائد کا حامل ہے مذہب کی قدر و قیمت اور اس کے روحانی اثرات کو ایک پابندِ مذہب انسان ہی سمجھ سکتا ہے۔

کامل مذہب

اس وقت دنیا میں کافی مذاہب پائے جاتے ہیں بے شک ہر ایک مذہب میں کچھ نہ کچھ خوبیاں پائی جاتی ہیں ہر وہ مذہب جو مستحکم ہو گیا اس کی اصل خدا کی طرف سے تھی مگر اب سوال پیدا ہوتا ہے کامل مذہب کونسا ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ جس مذہب میں دیگر مذاہب کے مقابل پر زیادہ خوبیاں پائی جائیں گی وہ "کامل" ہوگا ویسے کامل مذہب میں تین اہم خصوصیات کا پایا جانا ضروری ہے۔

اوّل:۔ اس مذہب کی تعلیمات کسی ایک قوم طبقہ اور زمانہ سے مخصوص نہ ہوں بلکہ اس کی تعلیمات میں عالمگیریت Universality ہو اور تمام نسلِ انسانی کی فلاح و بہبود اس کا مقصد ہو۔

دوم:۔ وہ مذہب اپنے اندر زندہ اور تازہ بتازہ نشانوں سے خدا تعالےٰ کی ہستی پر نہ صرف یقین بلکہ اس سے سچا تعلق پیدا کرادے کیونکہ بغیر یقین و بصیرت اور سچے تعلق کے کسی ہستی کو خدا ماننا وہم کے درجہ سے بڑھ کر نہیں۔

سوم:۔ وہ مذہب انسان کی فطرت و حالت میں ایسا تغیّر و تبدّل پیدا کردے کہ اس کی فطرت گناہ سوز ہو جائے جس کو دوسرے لفظوں میں نجات Salvation کہتے ہیں۔

الحمد للہ مذہب اسلام ان متذکرہ بالا خصوصیات اور خوبیوں کا حامل ہے لہٰذا وہ ایک زندہ اور کامل مذہب ہے۔ اسلام کی تعلیمات ہر پہلو سے مکمل اور عالمگیر اور قیامت تک کے لئے ہیں اور اس کی کتاب شریعت قرآن مجید بھی ہر قسم کے تغیّر و تبدّل و تبدیلی و تحریف سے محفوظ ہے کیونکہ اس کتاب کی حفاظت کا وعدہ بھی خود خدا تعالےٰ نے ہی فرمایا تھا۔ یہ کتاب اللہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ یہ کتاب بانگِ دُہل اعلان کرتی ہے

"اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ"

کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک ایک کامل دین و مذہب صرف اسلام ہے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ جو اسلام کے ایک جری پہلوان ہیں اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے تحدی کے ساتھ اعلان فرماتے ہیں: ؏

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے

لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

خدا کرے کہ دنیا کے لوگ اس زندہ اور کامل مذہبِ اسلام کی طرف رجوع کریں۔ دلوں کا سکون و اطمینان حاصل کریں اور پھر امن و اتحاد اور اخوّتِ عامہ قائم کرکے اس دنیا کو جنّتِ ارضی بنائیں۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان

اسلام اور بانیِ اسلام صلعم سے عشق

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دِکھلائے — یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا — نور ہے نور۔ اُٹھو دیکھو سُنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا — کوئی دِکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہی باتوں کو کہتے کہتے — ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند — ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے
یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں — وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے
جل رہے ہیں یہ سبھی بغضوں میں اور کینوں میں — باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے
آؤ لوگو! کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے — لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے
آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں — دل کو اِن نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبرؐ سے ہمیں — ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفیٰؐ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت — اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام — دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں — لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
مورد قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کی ہم — جب سے عشق اس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے